جنت کا راہی

فضیلۃ الشیخ محمد یونس بٹ حفظہ اللہ تعالیٰ
نائب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی اله و صحبه اجمعین۔

دنیا میں آنے والے ہر انسان نے اس دنیا سے آخرت کی جانب سفر کرنا ہے لیکن کچھ جانے والے جاتے جاتے زندہ رہنے والوں کو بہت کچھ سمجھا جاتے ہیں ، بہت سے دروس ذہن نشین کروا جاتے ہیں اور بہت سے راستے اور اسلوب سمجھا جاتے ہیں۔

ان شخصیات میں سے ایک سعید روح محترم جناب قاری محمد رمضان صاحب رحمہ اللہ کی ہے شاید ایسی ہی شخصیات کے بارہ میں شاعر نے کہا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

محترم قاری صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بہت دیرینہ تعلق تھا جب آپ نے حصول علم کے بعد جامع مسجد فردوس گلبرگ سی فیصل آباد میں خطابت اور شعبہ حفظ القرآن میں تدریس کے ساتھ عملی زندگی کا آغاز کیا ، تو فوراً بعد جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے شعبہ حفظ کے لئے ان کی خدمات حاصل کر لی گئیں ، شعبہ حفظ کے انچارج کی حیثیت سے آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ اس شعبہ کی ترقی کے لئے کام کیا ، عمدہ انداز میں طلبہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ، ان کی کردار سازی ، اخلاقی و روحانی تربیت اور نمازوں کی پابندی کی جانب خاص توجہ دی ، اس وقت سے لے کر اپنی زندگی کے آخری سانسوں تک جامعہ سلفیہ کے شعبہ حفظ سے وابستہ رہ کر خدمت قرآن کے اعلیٰ ترین اعزاز (خیر کم من تعلم

القرآن و علمه ﷺ کو حاصل کرتے رہے ۔

بہترین استاد کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ شاگرد اس سے انتہائی محبت کرتے ہیں اور اس کا احترام ، عقیدت اور خوف بھی اپنے دل میں رکھتے ہیں ، اللہ تعالی نے یہ خوبی محترم قاری صاحب کو عطا کی تھی کہ آپ کے شاگرد (طلبہ و طالبات) جو اس وقت پوتوں اور نواسوں والے بن چکے ہیں اب بھی قاری صاحب کے ساتھ دل و جان سے محبت کرتے ہیں اور انتہائی طور پر ان کا ادب و احترام کرتے ہیں۔

جناب قاری صاحب انتہائی ملنسار تھے ہر ایک کی خوشی اور غمی میں شریک ہوتے تھے دور دراز کا سفر طے کر کے اپنے شاگردوں کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ، ان کی ضروریات اور حاجات کا خیال رکھتے تھے اور حتی الامکان انہیں پورا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ تدریسی ذمہ داری کا احساس بھی تھا وقت پر کلاس میں آتے ، طلبہ پر مکمل توجہ دیتے ، کلاس کے وقت سے فارغ ہو کر ضروری سفر کے لئے روانہ ہوتے اور اگلے دن وقت پر کلاس میں حاضر ہو جاتے ، ایک مرتبہ موٹر سائیکل کی وجہ سے ان کے پاؤں پر چوٹ لگ گئی جس وجہ سے وہ چل نہیں سکتے تھے تو طلبہ کو اپنے گھر میں بلا کر ان کا سبق سنتے تا کہ ان کی پڑھائی کا حرج نہ ہو۔

جامعہ سلفیہ میں تدریس کے دوران ایک سال کے لئے محترم قاری صاحب سعودی عرب بھی تشریف لے گئے تھے سعودیہ میں قیام کے دوران ایک مرتبہ مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ میں تشریف لائے ، محترم جناب ڈاکٹر عبدالرشید اظہر صاحب اس بات کے راوی ہیں کہ میں قاری صاحب کو لے کر اپنے کلاس روم چلا گیا اس وقت تجوید القرآن کا پیریڈ تھا ایک مصری قاری استاد تھے میں نے ان کے سامنے قاری محمد رمضان صاحب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے تلاوت سننے کی خواہش کا اظہار کیا ، محترم قاری محمد رمضان صاحب نے بغیر کسی تکلف و تصنع کے بڑی روانی اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی تو مصری استاد صاحب نے

تعجب سے پوچھا کہ کیا یہ پورا قرآن اسی طرح پڑھ سکتے ہیں؟ تو انہیں بتایا کہ جی ہاں انہوں نے تیاری کر کے یہ تلاوت نہیں سنائی بلکہ پورا قرآن بغیر تیاری کے اسی طرح پڑھ سکتے ہیں، تو انہوں نے تعجب کیا ، خوب داد دی اور دعائیں بھی دیں۔

سعودی عرب میں تدریس کے مواقع ملے لیکن آپ نے اپنے وطن میں خدمت قرآن کو ترجیح دی اور پاکستان واپس چلے آئے اور جامعہ سلفیہ کے لئے خود کو وقف کر دیا۔

آپ کو جامعہ سلفیہ سے انتہائی محبت تھی ، مدارس کے با اختیار ارباب بست وکشاد بھی شاید اپنے ذاتی مدارس کی ترقی اور طلبہ کی بہبود کے لئے اتنی محنت نہ کرتے ہوں گے جس قدر بے لوث اور رضا کارانہ طور پر جناب قاری صاحب رحمہ اللہ جامعہ سلفیہ کے لئے تگ ودو کرتے تھے، تدریسی ذمہ داری خوش اسلوبی سے ادا کر کے فارغ اوقات میں جامعہ سلفیہ کی معاونت اور طلبہ کو بہتر سے بہتر سہولیات پہنچانے کے لئے جدوجہد کرتے۔ موسم گرما کے تپتے ہوئے ایام میں روزے کی حالت میں معاونین کے پاس جاتے ، نئے معاون بناتے ، طلبہ کی افطاری اور سحری کا بہترین انتظام فرماتے ۔ اللہ تعالی ان کی ان تمام مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے ، جامعہ سلفیہ کو اور ان کے شاگردوں کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے ان کی حسنات میں ہر لحہ اضافہ فرمائے ، اور ان کی حقیقی اور روحانی اولاد کی حفاظت فرمائے (آمین)

جناب قاری صاحب بڑے خوددار اور قناعت پسند تھے ، دنیا کے مال ودولت کی حرص اور طمع سے پاک تھے ، گھریلو زندگی نہایت سادہ تھی ، گھر میں صرف ضروریات کی چیزیں تھیں دنیاوی شان وشوکت سے بے نیاز تھے ، جس مسجد سے خطابت کا آغاز کیا آخر دم تک اسی مسجد میں خطابت کے فرائض ادا کرتے رہے، جامعہ سلفیہ میں قرآن کی تعلیم شروع کی تو ہمیشہ اسی سے وابستہ رہے ، پُرکشش پیش کشوں کی طرف کبھی نظر اٹھا کے نہ دیکھا ، اچھے برے حالات میں کبھی زبان پر شکوہ وشکایت نہ آیا ، کاروباری لوگوں کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات تھے لیکن کبھی خدمت دین کا کام چھوڑ کر کاروبار کرنے کی سوچ ذہن میں نہ

آئی۔ جائداد بنانے یا اولاد کے لئے پلاٹ خریدنے کی فکر کبھی لاحق نہ ہوئی ، اللہ تعالیٰ کے کلام کی خدمت ان کا مشن تھا اور اسی کی ذات پر ان کا اعتماد تھا ، یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں اور ان کے خاندان کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کی حفاظت فرماتا ہے اور انہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے ، ساری زندگی کوئی فکر قریب آنے نہیں دیا ، کسی ذاتی پریشانی کو خاطر میں نہ لائے ، ہمیشہ مطمئن زندگی گزاری ، اللہ تعالیٰ نے انہیں آخر دم تک مطمئن رکھا ، آخری لمحات میں بھی ہر پریشانی اور فکر سے بے نیاز ہو کر مطمئن انداز میں رب کے سامنے پیش ہوئے اور یقیناً اس بشارت کے مصداق ٹھرے ہوں گے ﴿یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی﴾ ۔

محترم قاری صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ، انبیاء کی صفت مہمان نوازی ان میں بہت زیادہ تھی ، جامعہ میں آنے والے ہر فرد کی مہمان نوازی کرتے ، اس کے آرام کا خیال رکھتے ، اگر کوئی ضرورت مند اپنی ضرورت لے کر آتا تو حتی المقدور اس کے ساتھ معاونت فرماتے اگر کسی سے سفارش مقصود ہوتی تو اس کی سفارش کرتے ، ہر ایک کا کام ذاتی کام سمجھ کر انجام دیتے۔ سبھی طلبہ کے ساتھ محبت ، ہمدردی اور خیر خواہی سے بھرپور طرز عمل اختیار کرتے۔ اگر کوئی طالب علم بیمار ہو جاتا تو فوراً اس کے علاج کی فکر کرتے ، اپنی اولاد سے بڑھ کر طلبہ کا خیال رکھتے ، ان کی عمومی سرگرمیوں پر نگاہ رکھتے ، بوقت ضرورت طلبہ کے والدین سے رابطہ کر کے انہیں ان کے بچوں کے بارہ میں آگاہ کرتے۔

اسی وجہ سے ان کو جاننے والا ہر فرد ان کا مداح ہے ان کے لئے کلمہ خیر کہتا ہے دعائیں دیتا ہے ، کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کو انہوں نے عمداً دکھ پہنچایا ہو ، وہ فرمان نبوی ﴿المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده﴾ کا مکمل مصداق تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆......☆